ڈاکٹر محمد افضل ربانی

حضرت علیؓ اور آپ کی شاعری
(ایک ادبی و فنی جائزہ)

حضرت علیؓ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خصائص سے نوازا تھا۔ اسماء الرجال اور تواریخ کی کتب آپ کے دینی، علمی، سیاسی و سماجی کارہائے نمایاں سے مزین ہیں۔ آپ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی، قرابت دار، تبحر عالم اور خلیفہ چہارم کے طور پر نمایاں مقام کے حامل تھے بلکہ اپنے دور کے بہترین خطیب اور بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ مشہور ادیب و شاعر الشریف الرضی نے آپ کے خطبات کو جمع کیا جو "نہج البلاغہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ خطبات عربی ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔

حضرت علیؓ کے اشعار دیوان کی شکل میں کئی بار شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی شاعری کا فنی تنقیدی جائزہ (کہ آپ کی شاعری کا ادبی مقام کیا ہے؟ موضوعات کیا ہیں؟) پیش نہیں کیا گیا۔ درج ذیل مقالہ میں ہم نے آپؓ کی حیات طیبہ پر مختصراً کلام کرتے ہوئے آپ کی شاعری کا ادبی اور فنی مقام متعین کرنے کی سعی کی ہے اور اس مقصد کے لیے درج ذیل عنوانات کو زیر بحث لائے ہیں وباللہ التوفیق!

الف۔ حضرت علیؓ کے حالات زندگی (مختصراً)
ب۔ حضرت علیؓ سے پہلے شاعری۔ مقام اور اہمیت۔
ج۔ حضرت علیؓ کے دور میں شاعری۔ مقام اور اہمیت۔
د۔ حضرت علیؓ کی شاعری مقام۔ موضوعات۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

ولادت : آپ ۱۰ قبل از نبوت یعنی ۲۳ ق ھ میں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی کے ہاں پیدا ہوئے۔(۱)

نام : کتب تواریخ میں آپ کے نام اس طرح آئے ہیں :

۱۔ اسد۔ یہ نام آپ کی والدہ نے اپنے والد کے نام کی مناسبت سے رکھا(۲)
۲۔ علی۔ آپ کے والد نے آپ کا نام علی رکھا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ نام آنحضورﷺ نے رکھا۔(۲)

کنیت : نام کی طرح آپ کی کئی کنیتیں ہیں۔ زیادہ مشہور ابو تراب ہے۔ یہ نام آپ کو سرور دو عالمﷺ نے عنایت فرمایا اس لیے آپ کو یہ کنیت سب سے زیادہ پسند تھی۔(۳)

حالات : جب آپ پیدا ہوئے تو ابو طالب معاشی مشکلات سے دوچار تھے۔ اس لیے آپ کو آنحضورﷺ نے اپنی آغوش میں لیا اور آپ کی تربیت کی تمام تر ذمہ داری اٹھائی۔(۴) آپ کی عمر دس سال تھی کہ آنحضورﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور آپؓ ایمان لے آئے۔(۵) اور پھر ہر آزمائش و ابتلا میں کامیابی سے گزرے۔

جب آپؐ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین کی خستہ حالی کے پیش نظر آپؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ مواخات قائم کیا اور ہر انصاری کے ذمہ ایک مہاجر کی کفالت کا بندوبست فرمایا۔ اس موقع پر آپؐ نے حضرت علیؓ کی کفالت کا ذمہ خود اٹھایا۔(۶)

ہجرت کے دوسرے سال آپؐ نے اپنی صاجزادی حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کر دیا۔(۷) حضرت علیؓ نے غزوہ بدر، احد، خیبر، حنین اور فتح مکہ میں آپؐ کے شانہ بشانہ جہاد میں حصہ لیا۔(۸) غزوہ تبوک کے موقع پر آپؐ حضرت علی کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین بنا کر چھوڑ گئے۔ منافقوں نے طنز کیا اور عار دلائی کہ آپ کو آپ کے پیغمبرؐ ساتھ نہیں لے گئے۔ جنگ سے واپسی پر آپ نے آنحضورﷺ سے اس واقع کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا وہی رتبہ ہو جو ہارون (علیہ السلام) کا موسیٰ (علیہ السلام) سے تھا۔ ہاں البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔(۹)

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ادوار میں حضرت علیؓ کو ایک نمایاں مقام ملا۔ تینوں خلفاء آپ سے سماجی، سیاسی، انتظامی معاملات اور بالخصوص علمی و فقہی مسائل میں آپؓ سے رائے لیتے تھے اور ہمیشہ آپ کی رائے کو فوقیت دیتے تھے۔(۱۰)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد رائے عامہ کے پرزور اصرار پر آپ مسند خلافت پر بیٹھے اور نہایت مدبرانہ انداز سے خلافت کی ذمہ داریوں کو نبھایا اور ۴۰ھ میں وفات پائی۔ آپ عبدالرحمٰن ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔(۱۱)

حضرت علیؓ سے قبل شاعری

تاریخ ادب کے حوالہ سے حضرت علیؓ کا دور' عہد رسالت و خلافت راشدہ کا دور کہلاتا ہے۔ مورخین اسے "عصر صدر الاسلام و بنی امیہ" کا نام بھی دیتے ہیں۔ اس دور کی ابتدا ۶۲۲ سے شمار کرتے ہیں۔ ۶۶۱ء تک دور خلافت راشدہ اور پھر ۶۶۱ سے ۷۵۰ء تک دور بنی امیہ شمار ہوتا ہے۔(۱۲)

دور اسلام سے قبل کا زمانہ دور جاہلیت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ مورخین ادب عربی اسے ۵۰۰ء سے ۶۲۲ء تک شمار کرتے ہیں(۱۳) اس دور میں شعر اور شاعر بہت اہمیت رکھتے تھے۔ بقول ناقدین عربوں کی تاریخ اور ان کی حضارت و ثقافت تک رسائی کے لیے شعر جاہلی ہی ایک ذریعہ ہے۔(۱۴)

ابن رشیق "دور جاہلیت" میں شعر اور شاعر کی اہمیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب کسی قبیلہ میں شاعر نمودار ہوتا تو تمام اہل قبیلہ جمع ہوتے اور جشن مناتے ایک دوسرے کو مبارک دیتے۔ ان کے ہاں شاعر ایک مافوق الفطرت ہستی سمجھا جاتا تھا۔ امن و سلامتی کا دور ہو یا حرب و ضرب کا' شاعر کو ہر دور میں عزت و تکریم حاصل رہتی۔(۱۵) شعر جاہلی کے موضوعات' شجاعت و سخاوت' فخر' مدح' اعتذار' حکمت' ملامح' غزل اور وصف و حکمت رہے۔

دور اسلام (زمانہ صدر اسلام و خلافت راشدہ)

اسلام اس دستور اور طریق زندگی کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی صلاح و فلاح اور رشد و ہدایت کے لیے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ عطا فرمایا۔ اسلام نے دور جاہلیت کی تمام غیر اخلاقی اقدار کو ختم کیا۔ اس کے ذریعہ جہاں زندگی کے دیگر شعبوں (Fields) میں تبدیلی آئی وہاں شاعری اور اس کے موضوعات بھی بدل گئے۔ اس دور میں شاعری عریانی' فحش گوئی' کذب بیانی' نسبی تفاخر و عصبیت اور تشبیب و جمال مرأة کی تصوراتی دنیا سے نکل کر حقیقت پسندی' صراط مستقیم اور تصورات صالح میں داخل ہوئی۔ اس دور میں شاعری کے موضوعات امر بالمعروف' نہی عن المنکر' مدح رسول' دفاع دین اسلام قرار پائے۔ حضرت علیؓ کی شاعری اس دور کی آئینہ دار ہے۔

دور اسلام کی شاعری کے اسلوب کے تعلق سے حسن زیات کہتے ہیں۔ علی ان الشعر فی هذا العصر لم یخرج عن دائرة الشعر الجاهلی فی طریقته و خیاله و وزنه و نسجه"(۱۶) کہ اس دور کی شاعری اسلوب' وزن اور ترتیب میں شعر جاہلی کے تابع رہی' البتہ

قرآن مجید اور جلالت دین کی بدولت اس کے الفاظ ترکیب فکر اور معنی میں حلاوت و سلاست ضرور پیدا ہوئی۔ شعراء اپنے کلام میں قرآنی تراکیب' استعارات اور تشبیہات استعمال کرتے۔ بے شمار اسلامی اصطلاحات مثلاً صلاۃ' زکوٰۃ' صیام' بعث و نشور' ملا ئکہ وغیرہ شاعری میں استعمال ہونے لگے۔(۱۷)

حضرت علیؓ کی شاعری

جس طرح حضرت علیؓ ایک بہترین خطیب تھے۔ اسی طرح آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ ابن رشیق کہتے ہیں "حضرت علی بہترین شاعر تھے۔"(۱۸) عمر فروخ کہتے ہیں۔ "حضرت علیؓ کا ایک دیوان ہے جس میں ایک ہزار چار صد اشعار ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؓ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔(۱۹) حضرت علیؓ سے بہت سے اشعار مروی ہیں۔(۲۰)

حضرت علیؓ کی شاعری پر دور اسلام کی پوری چھاپ لگی ہوئی ہے۔ اس میں غریب اور نامانوس و مشکل الفاظ نہیں ہیں بلکہ اسلوب نہایت سلیس اور سادہ ہے۔ اس میں مبالغہ و تعقید لفظی اور معنوی قطعاً" نہیں۔ آپ کا کلام پندو نصائح فخرو حماسہ اور مدح و مناجات سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت علیؓ کے معاصرین شعراء میں کعب بن زہیر ۲۴ھ خنساء ۴۴ھ حسان ۵۴ھ حطیئہ ۵۹ھ عمرو بن ابن ابی ربیعہ تھے۔(۲۱)

دور اسلام کے شعراء اپنے کلام میں قرانی تراکیب استعمال کرتے۔ حضرت علیؓ نے بھی اپنے کلام میں جگہ جگہ اسی اسلوب کو اختیار کیا ہے۔

ابالھب تبت یداک ابالھب
وصخرة بنت الحرب حمالة الحطب(۲۲)

قرآنی ترکیب یہ ہے۔

تبت یدا ابی لھب و تب(۲۳)

اذا قربت ساعة یالھا۔ وزلزلت الارض زلزالھا(۲۴)

قرآنی ترکیب ہے۔

اذا زلزلت الارض زلزالھا(۲۵)

تری الناس سکری بلا قھوة۔ ولکن تری العین ماھی لھا(۲۶)

قرآنی ترکیب ہے۔

وتری الناس سکری وما ھم بسکری (۲۷)

اسلامی شعراء اپنے کلام میں ترکیب حدیث رسول ﷺ کو بھی استعمال کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کے کلام میں بھی متعدد مقامات پر ترکیب حدیث رسول ﷺ کو لفظاً و معناً اختیار کیا گیا ہے۔

کما ھارون من موسی اخوہ
کذاک انا اخوہ و ذاک اسمی(۲۸)

ترکیب حدیث ہے۔

انت منی بمنزلة ھارون من موسی (۲۹)

وکذا الکریم ھو الکریم بخلقه۔ لیس الکریم بقومه بآله (۳۰)

ترکیب حدیث ہے۔

اکمل المومنین ایماناً احسنھم خلقاً (۳۱)

حضرت علیؓ اپنے کلام میں (موضوع سے متعلق) قرآن و حدیث سے استشہاد کرتے ہیں۔

رضینا قسمة الجبار فینا۔ لنا علم و للاعداء مال (۳۲)

وفی الجھل قبل الموت موت لاھله۔ واجسادھم قبل القبور قبور (۳۳)

وان امرء لم یحی بالعلم میت۔ ولیس له حتی النشور نشور (۳۴)

قرآن کریم میں ہے۔

وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور۔ وما یستوی الاحیاء و الاموات۔ (۳۵)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ای یومی من الموت افر۔ یوم ماقدر او یوم قد قدر
یوم ما قدر لم اخش الردی۔ واذا قدر لم یغنی الحذر (۳۶)

قرآن کریم میں ہے۔

ولکل امة اجل۔ فاذا جاء اجلھم لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون (۳۷)

ولا تیائس فان الیاس کفر۔ لعل اللّٰه یغنی عن قلیل (۳۸)

قرآن کریم میں ہے۔

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللّٰه (۳۹)

رایت العسر یتبعه یسار - وقول اللّٰہ اصدق کل قیل (۴۰)

قرآن مجید میں ہے-

فان مع العسر یسرا- ان مع العسر یسرا(۴۱)

حضرت علیؓ اپنے کلام میں موضوعات سے متعلق احادیث طیبہ سے بھی استشہاد پیش کرتے ہیں-

واذا ولیت امور قوم لیلة- فاعلم بانک عنهم مسؤل (۴۲)

حدیث نبوی ہے- کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته(۴۳)

حضرت علیؓ کی شاعری میں تشبیہات' استعارات' کنایہ اور فصاحت و بلاغت کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں-

هی الدنیا کحیة تنفث السم
وان کانت الجسة لانت(۴۴)

اس شعر میں دنیا کو سانپ سے تشبیہ دی ہے- ایک دوسری جگہ اس دنیا کی ناپائیداری کو تار عنکبوت سے تشبیہ دی ہے-

انما الدنیا فناء لیس للدنیا ثبوت
انما الدنیا کبیت نسجته العنکبوت(۴۵)

منظر نگاری بھی آپ کے کلام کا ایک وصف ہے- میدان جنگ میں لڑائی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں-

یا عمرو قدحمی الوطیس واضرمت
نار علیک وهاج امر مفظع(۴۶)
وتساقت الابطال کاس منیة
فیها ذرلریج وسم منقع(۴۷)

غزوہ بدر کا نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں-

وامکن منهم یوم بدر رسوله
وقوما غضابا فعلهم احسن الفعل
بایدیهم بیض خفاف قواطع
وقد حادثوها بالجلاء وبالصقل

فکم ترکوا من ناشی ء ذی حمیة
صریعا ومن ذی نجدة منهم کهل(۴۸)

حضرت علیؓ کی شاعری کے موضوعات

دور رسالت اور عہد صدر اسلام میں مسلمان شعراء نے اپنی شاعری کو تبلیغ اسلام کے لیے وقف کیا وہ توحید' رسالت' عقیدہ آخرت اور دینی فرائض جیسے امور کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے۔ ضرورت کے تحت فخر' حماسہ' مراثی بھی ان کی شاعری کا موضوع رہے۔ ان موضوعات کی روشنی میں حضرت علیؓ کی شاعری اپنے دور کی بہترین عکاس ہے۔ آپ کی شاعری میں دینی موضوعات کے ساتھ ساتھ فخر و حماسہ اور معاشرتی موضوعات بھی ہیں۔

توحید

حضرت علیؓ نے اپنے ہم عصر شعراء کی طرح اپنے کلام میں اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر شعر کہے ہیں۔

فلو کانت الدنیا تنال بفطنة
وفضل و عقل نلت اعلی المراتب
ولکھنا الارزاق .حظ و قسمة
بفضل ملیک لابحیلة طالب(۴۹)
اغن عن المخلوق بالخالق
تغن عن الکاذب بالصادق
واسترزق الرحمن من فضله
فلیس غیر اللّٰه بالرازق (۵۰)

رسالت

اقیک بنفسی ایھا المصطفی الذی
ھدانا به الرحمن من غمة الجھل (۵۱)
حسبی اللّٰه عصمة لاموری
و حبیبی محمد لی خلیلا (۵۲)

اخروی زندگی کا ذکر

قد کنت میتا فصرت حیا
وعن قلیل تصیر میتا
عز بدار الفناء بیت
فابن بدار البقاء بیتا(۵۳)
بیت و ثوب و قوت یوم
یکفی لمن فی غد یموت
و ربما مات نصف یوم
والنصف من قوته یفوت(۵۴)

حضرت علیؓ کے دیوان میں مناجات اور تضرع کا ذکر اکثر ملتا ہے۔ اللہ سے دعا اور اس ذات کی تقسیم پر رضامندی کا اظہار نہایت عمدہ پیرائے میں کیا گیا ہے۔(۵۵)

جاہلی دور کے شعراء اپنی شاعری میں اپنے اپنے قبیلے کی شجاعت' بہادری اور کارناموں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے اور بڑا فخر کرتے تھے۔ ابو تمام کے دیوان کا باب الحماسہ اور کتاب الاغانی لابی الفرج الاصفہانی اور ادب عربی کی دیگر کتب ایسے اشعار سے بھری پڑی ہیں۔

دور اسلام کے شعراء نے قبل از اسلام کی شاعری کے موضوعات میں سے فخر و حماسہ پر شعر کہے البتہ یہ فرق ضرور رہا کہ مسلم شعراء نے اس موضوع پر شعر کہتے ہوئے جھوٹ' دروغ گوئی اور مبالغہ آمیزی سے ہرگز کام نہ لیا۔ کیونکہ اسلام ایسے اخلاق ذمیمہ سے روکتا ہے۔ ایک بار حضرت حسانؓ سے کہا گیا کہ آپ کے شعر کمزور ہوگئے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ اسلام جھوٹ سے منع کرتا ہے اور شعر کو تو جھوٹ ہی زینت دیتا ہے۔(۵۶)

حضرت علیؓ کے کلام میں بھی فخر و حماسہ اور مدح و ہجو کے موضوعات پر اشعار پائے جاتے ہیں اور ایسے اشعار اپنے دینی حمیت و مدافعت اور شان رسالت میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کی ہجو میں کہے ہیں' نہ کہ ذاتی یا نسلی تفاخر کے لیے :

تبا و تعسالک یا ابن عتبة
اسقیک من کاس المنایا شربة
ولا ابالی بعد ذاک غبة (۵۷)
ابالهب تبت یداک ابالهب
وصخرة بنت الحرب حمالة الحطب

لخوف ابی جهل فاصبحت تابعا
له وکذالک الراس یتبعه الذنب (۵۸)

فخر و حماسہ

وتعلم انی فی الحروب اذا التقت
بنیرانها اللیث الهموس المجوب (۵۹)
انا علی وابن عبدالمطلب
مهذب ذو سطوة و ذوحسب
قرن اذا لاقیت قرنا لم اهب
من یلقنی یلق المنایا والکرب (۶۰)

دور جاہلیت کے قصائد میں مرثیہ گوئی کو بڑی اہمیت رہی۔ ابو تمام کے حماسہ کا باب المراثی ایسے قصائد سے بھرا ہوا ہے اور اس طرح المفضلیات و دیگر عربی کی کتب مراثی سے بھری پڑی ہیں۔ دور اسلام کے شعراء نے اس صنف پر طبع آزمائی جاری رکھی۔ حضرت خنساءؓ اور کعب بن زہیرؓ کے مراثی معروف ہیں۔ حضرت علیؓ کے کلام میں بھی مرثیہ قصائد موجود ہیں۔ آنحضور ﷺ کے وصال پر مرثیہ پڑھتے ہوئے فرماتے ہیں:

امن بعد تکفین النبی و دفنه
باثوابه اسی علی هالک سوی
رزأنا رسول الله فینا فلن نری
بذک عدیلا ما حیینا من الردی (۶۱)
نفسی علی زفراتها محبوسة
یالیتها خرجت مع الزفرات
لا خیر بعدک فی الحیاة وانما
ابکی مخافة ان یطول حیاتی (۶۲)

جناب ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کا مرثیہ پڑھتے ہوئے لکھتے ہیں:

اعینیّ جودا بارک الله فیکما
علی هالکین لا تری لهما مثلا
علی سید البطحاء وابن رئیسها
وسیدة النسوان اول من صلی (۶۳)

مصادر و مراجع

۱۔ ابن جریر الطبری: تاریخ الرسل و الملوک ج ۲ ص ۳۱۲ طبع دارالمعارف. مصر ۱۹۶۱ء؛

جلال الدین السیوطی: تاریخ الخلفاء ص ۱۶۶ طبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ ابن سعد: الطبقات الکبری ج ۳ ص ۱۹ طبع دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء

۳۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ القسم الاول ص ۵۹۹ طبع مصطفیٰ البابی الحلبی. مصر ۱۹۵۵ء

جلال الدین السیوطی: تاریخ الخلفاء ص ۱۶۷

۴۔ ابن جریر الطبری: تاریخ الرسل و الملوک ج ۲ ص ۳۱۳

۵۔ ابن سعد: الطبقات الکبری ج ۳ ص ۲۱

ابن جریر الطبری: تاریخ الرسل و الملوک ج ۲ ص ۳۱۲

۶۔ جلال الدین السیوطی: تاریخ الخلفاء ص ۱۷۰

ابن سعد: الطبقات الکبری ج ۳ ص ۲۲

دوسری روایت سہل بن حنیف سے مواخات کی ہے ملاحظہ ہو۔ ابن سعد: الطبقات الکبری ج ۳ ص ۲۳

۷۔ ابن سید الناس: عیون الاثرفی فنون المغازی و الشمائل و السیر ج ۲ ص ۲۹۰ طبع دارالمعرفۃ بیروت

۸۔ معین الدین احمد ندوی: سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۵۰ تا ۲۵۹ مطبوعہ کتب خانہ شان اسلام اردو بازار لاہور۔

۹۔ احمد بن حنبل: المسند ج ۱ ص ۱۷۷، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۵ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۶۹ء؛

ابن سعد: الطبقات الکبری ج ۳ ص ۲۴ طبع دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء

۱۰۔ معین الدین ندوی: سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۳۰، ۳۲۹ کتب خانہ شان اسلام لاہور

ابن جریر الطبری: تاریخ الرسل و الملوک ج ۵ ص ۱۴۳ دارالمعارف مصر

۱۱۔ احمد بن داود الدینوری: الاخبار الطوال ص ۲۱۴۔ مطبع عیسی البابی الحلبی مصر

۱۲۔ احمد حسن الزیات: تاریخ الادب العربی ص ۳۲ فاران اکیڈمی لاہور

۱۳۔ ایضاً ص ۳۰

۱۴۔ احمد الاسکندری: المفصل فی تاریخ الادب العربی ج ۱ ص ۴۰ دارالمعارف مصر۔

احمد حسن الزیات : تاریخ الادب العربی ص ۴- فاران اکیڈمی لاہور
۱۵- ابن رشیق : العمدہ فی محاسن الشعر و آدابہ ونقدہ- ص ۷۸ ج ۱ - مطبع السعادہ مصر
۱۶- احمد حسن الزیات : تاریخ الادب العربی ص ۸۳
۱۷- احمد الاسکندری : المفصل فی تاریخ الادب العربی ص ۱۰۴ ج ۱ دارالمعارف مصر
۱۸- ابن رشیق : العمد مطبع اسعادہ مصر- ص ۳۴ ج ۱
۱۹- عمر فروخ تاریخ الادب العربی ص ۳۰۹ ج ۱- دارالعلم للملائین بیروت
۲۰- جرجی زیدان : تاریخ اداب اللغة العربیة ص ۲۲ ج ۱
۲۱- عمر فروخ : تاریخ الادب العربی ص ۳۰۰ ومابعد ج ۱
۲۲- دیوان حضرت علی : ص ۳۲ مطبع نامی لکھنؤ-
۲۳- سورۃ اللھب ۱
۲۴- دیوان حضرت علی : ص ۱۵۲
۲۵- سورۃ الزلزال ۱
۲۶- دیوان حضرت علیؓ : ۱۵۲
۲۷- سورہ الحج ۲
۲۸- دیوان حضرت علی : ۱۸۲
۲۹- مشکوۃ المصابیح : ص ۲۴۴ ج ۳- ولی الدین محمد بن عبداللہ- مکتبہ رحمانیہ لاہور-
۳۰- دیوان علیؓ : ص ۱۴۴
۳۱- مشکوہ المصابیح : ص ۴۷۱ ج ۲
۳۲- دیوان حضرت علی : ۱۴۴
۳۳- ایضاً ۷۳
۳۴- ایضاً.
۳۵- سورۃ الفاطر ۱۹---۲۲
۳۶- دیوان حضرت علی : ۷۸
۳۷- سورۃ الاعراف : ۳۴
۳۸- دیوان حضرت علی : ۱۴۶
۳۹- سورۃ الزمر ۵۳
۴۰- دیوان حضرت علی : ۱۴۶

۴۱- سورۃ الم نشرح ۵، ۶
۴۲- دیوان حضرت علیؓ : ۱۳۶
۴۳- بخاری محمدؒ اسماعیل الجامع الصحیح ص ۴۵ ج ۲، قدیمی کتب خانہ کراچی-
۴۴- دیوان حضرت علی : ۴۵
۴۵- ایضاً
۴۶- دیوان حضرت علی : ص ۱۱۹
۴۷- ایضاً
۴۸- دیوان حضرت علی : ۱۵۸
۴۹- ایضاً ص ۲۰
۵۰- ایضاً ص ۱۳۶
۵۱- ایضاً ص ۱۵۷
۵۲- ایضاً
۵۳- ایضاً ص ۴۵
۵۴- ایضاً
۵۵- دیکھئے دیوان حضرت علی ص ۹، ۸، ۲۴، ۱۲۷
۵۶- دیوان حضرت علی : ص ۳۲
۵۷- ایضاً
۵۸- دیوان حضرت علی : ص ۳۴
۵۹- ایضاً ص ۳۷
۶۰- ایضاً ص ۹
۶۱- ایضاً ص ۴۷